مرد کامل
نہج البلاغہ کی روشنی میں

مسعود انور علوی کاکوروی
ریڈر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اس عالم آب وگل میں ابتدائے آفرینش سے بے حد بے حساب انسان پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن کسی کو یہ شرف اور فضیلت نہ حاصل ہو سکے کہ پیغمبر اسلام ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ولادت کے بعد اپنی آغوش مبارکہ میں لے کر یہ اعلان فرمایا ہو کہ ''انا وعلی من نور واحد'' میں اور علی ایک ہی نور سے ہیں۔

مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صرف یہی فضیلت وشرف اور سعادت وافتخار حاصل نہیں کہ وہ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہیتے بھائی اور داماد ہیں بضعۃ رسول عربیؐ حضرت سیدہ فاطمہ زہراؑ کے شوہر نامدار، جوانان جنت کے سردار امامین ہمامین حضرات حسنین علیہما الصلاۃ کے والد بزرگوار ہیں۔ باب مدینۃ العلم ہیں بلکہ آپ علم وعمل کا ایسا حسین امتزاج بھی ہیں جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

عجزت النساء ان تلدن بمثل علی ابن ابی طالب

عورتیں اس بات سے عاجز ہیں کہ وہ علی ابن ابی طالب جیسا کوئی دوسرا پیدا کرسکیں۔

حضرت شیر خدا کے اوصاف حمیدہ پر نظر ڈالی جائے تو فہم وفراصت وتدبر ہو یا عقل ودانش، زہد وتقویٰ ہو یا عفت وپاکیزگی حلم وبردباری ہو یا ضبط وتحمل، فصاحت وبلاغت ہو یا

تقریر وخطابت ، فقہ واجتہاد ہو یا قضاوت، حاضر جوابی ہو یا قوت حافظہ، حفظ حقوق کا معاملہ ہو یا معاملت باخلق نیز ایثار قربانی خشیت الٰہی ، صبروشکر ، قناعت ، عدل وانصاف خلوص وصداقت، فن سیاست ، فنون حرب ۔ جہاد مع النفس وجہاد مع الاعداء، غیرت وحمیت ، توکل شرافت ، فتوت ،عرفان نفس غرضکہ کوئی بھی معاملہ ہو ان کے صفات حسنہ و جامع کا احاطہ ممکن نہیں۔عہد عباسی کا مشہور شاعر ابونواس کہتا ہے۔

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے یہ امر واقعی مشکل نہیں کہ وہ تمام عالم کی صفات حمیدہ کو فرد واحد کی ذات میں یکجا کردے۔

آپ کے علم وبینش کا یہ حال ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں سلونی عماشئتم ۔لوگو! مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ یقین کا یہ عالم کہ زبان گہربار فرماتی ہے لَوْکُشِفَ الغطاء لَمَاازْدَدْتُ یقیناً اگر تمام حجابات اٹھ بھی جائیں تو بھی میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہو۔یقین کی وہ منزل ہے جس کے لئے قرآن مجید میں آیا ہے واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین ۔ اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تم کو یقین حاصل ہوجائے ۔آپ کا اٹھنا بیٹھنا سونا، جاگنا بلکہ ہر ہر سانس اور جنبش وماخلقت الجن والانس الالیعبدون کی مکمل تفسیر ہے۔ اسی لئے اس ذات قدسی صفات جس کے لئے کلام ربانی ہے کہ وماینطق عن الھویٰ ان ھو الاوحی یوحیٰ یعنی رسولؐ اپنی مرضی وخواہش سے کچھ نہیں کہتے بلکہ وہ تو وحی کہتے ہیں جو ان کو وحی کیا جاتا ہے، کا ارشاد گرامی ہے ۔ النظر علی وجہ علی عبادۃ ۔علی کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ اور علی ممسوس فی ذات اللہ تعالیٰ ۔علی اللہ تعالیٰ کی ذات میں گم ہیں۔

گم شدن در گم شدن دین من است
نیستی در ہست آئین من است

یوں تو قرآن صامت اور قرآن ناطق کی تعلیمات کی اہمیت ومعنویت ہر دور وہر زمانہ میں رہی ہے مگر آج کے مادہ پرست دور میں جب انسانیت اخلاقی اقدار کی پامالی پر ماتم کناں ہے ان کی اہمیت کہیں سوا ہو چکی ہے۔

حضرت ہارونؑ کے بارے میں حضرت موسیٰؑ کی گواہی ہے ھو افصح منی لسانا وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہیں اور زبان رسالت یہ بھی ارشاد فرماتی ہے کہ انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ۔ اے علی تم میرے لئے ویسے ہی ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارون۔

بیسویں صدی کے مشہور ادیب اور عربی زبان کے مورخ استاد احمد حسن زیات آپ کی ہمہ جہت شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

''وہ موت کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے، فقہ میں ان کی ذات سند وحجت اور خدا ترسی وتقویٰ میں کامل اسوہ تھی۔ وہ حق کے بارے میں نہایت سخت اور بڑے خود اعتماد تھے۔ دین کے معاملہ میں وہ بڑے کھرے اور بے لاگ تھے۔ اسی طرح دنیوی کاموں میں بھی وہ کسی قسم کی نرمی اور لچک کے قائل نہ تھے اور یہی وہ بلند کردار تھا جو ان (حضرت علی) کی مخالفت میں تجربہ کار وہوشیار معاویہ کے لئے ممد ومعاون ثابت ہوا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلف وخلف میں ہمیں حضرت علیؑ سے زیادہ کوئی فصیح وبلیغ نہیں ملتا آپ وہ مرد دانا تھے جس کے بیان میں حکمت کے چشمے ابلتے تھے۔ ایسے مقرر تھے جس کی زبان سے بلاغت کا سیلاب امنڈتا تھا ایسے واعظ تھے کہ کانوں اور دلوں کو موہ لیتے تھے۔ آپ کی تحریر دقیق اور پختہ دلائل سے پر ہوتی تھی۔ آپ جس موضوع پر چاہتے بول لیتے تھے۔ تمام لوگوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ مسلمانوں میں سب سے بڑے مقرر اور بلند ترین انشاء پرداز ہیں۔ جہاد کی ترغیب میں آپ کے خطبے، معاویہ کو بھیجے ہوئے مکاتیب، موت، چمگادڑ اور دنیا کا وصف نیز اشتر نخعی سے آپ کا عہد نامہ ایسی بلند معیاری تحریریں ہیں جن کا شمار زبان وادب عربی نے معجزات اور بے نظیر شاہکاروں میں کیا ہے۔'' (تاریخ ادب عربی

۲۸۴-۲۸۵)

زبان وادب کے یہ معجزات اور بے نظیر شاہکار نہج البلاغہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ اس کتاب کی صرف یہی ایک اہمیت نہیں ہے کہ وہ ایک فرد الفرید، آغوش رسالت میں پروان چڑھنے والی، ہمہ وقت معیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لازوال اور بے بہا نعمت سے سرفراز ہونے والے کی زبان حقیقت سے بیان منصۂ شہود پر آنے والے صحیفۂ کاملہ کا نام ہے بلکہ وہ توحید وتصدیق رسالتؐ کی روح ہے اس میں ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس پر گامزن ہوکر انسان کے ذہن تاریک میں مردکامل کا تصور ابھرتا ہے اور پھر یہ ابھرتا ہوا تصور اس انسان کو جو خطا ونسیان کا مرکب ہے انی جاعل فی الارض خلیفه(میں انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ ونائب بنانے والا ہوں) کی تفسیر معنوی بنا کر لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔(یقیناً ہم نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا) کی مسند پر فروکش کردیتا ہے اوراسے پیام ایزدی کی بشارت یوں سنائی دیتی ہے۔

دریائے جود وفضل تیری آستیں میں ہے
قرآں ترے خطوط جبیں مبیں میں ہے
مرکز ہے تو زمین پہ حسن قبول کا
تو ہاتھ ہے خدا کا قلم ہے رسولؐ کا
تیرا وجود پاک نظر گاہ مہر وماہ آنکھیں چراغ کعبہ زباں ساز لاالہٰ
نقش قدم جبین، مساوات کی کلاہ ام الکتاب چہرہ تو جبل المتین نگاہ
شکل بشر میں آئینہ صدق وصفا ہے تو
اک ذی نفس دلیل وجود خدا ہے تو

بلاشبہ نہج البلاغہ حیات انسانی کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرنے کا وہ نسخہ ہے جو مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودہ ۲۴۵ بصیرت افروز خطبات

پر مشتمل ہے ان میں کیا ہے اس کے تذکرہ کی ضرورت نہیں بلکہ بنظر انصاف دیکھا جائے تو کیا نہیں ہے۔ نہج البلاغہ کی روشنی میں آپ کی حیات مبارکہ کا صحیح تجزیہ کیا جاسکتا ہے اور ہمہ جہت شخصیت کا ایک واضح خاکہ بھی بنایا جاسکتا ہے نیز کلام الامام امام الکلام کی حقانیت بھی ثابت کی جاسکتی ہے۔

بعض حضرات نہ معلوم کیوں ان تمام خطبات سے یکسر اختلافات کرتے ہیں کہ یہ الحاقی ہیں اور جناب امیر المومنین سے غلط منسوب ہیں۔ اس قسم کے اعتراضات حضرات اہلبیت اطہار کے محامد ومناقب اور فضیلت سے متعلق صریحی احادیث کے جعلی ومجہول ہونے پر بھی کیے جاتے رہے ہیں۔

نعوذ باللہ من شرورانفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

بیسویں صدی کے شہرہ آفاق عالم، ادیب ومفتی شیخ محمد عبدہ مصری فرماتے ہیں۔

۔۔۔ فکان یخیل لی فی کل مقام ان حروباً شبت ، وغارات شنت وان للبلاغة دولة وللفصلحة صولة ، وان للاوهام عرامة وللريب دعارة وان حجامل الخطابة وكتائب الذرابة فی عقودالنظام وصفوف الانتظام ،تنافح بالصفيح الابلج والقديم الأملج وتمتلج المهج برواضع الححجج فتفل من دعارة الوسلوس وتصيب مقاتل الخوانس، فما انا الاوالحق منتصروالباطل منكسر ومرج الشك فی خمود وهرج الريب فی ركود وان مدبر تلك الدولة وباسل تلك الصولة هو حامل لوائها الغالب، امير المؤمنين علی ابن ابی طالب۔

بل كنت لما انتقلت من موضع الی موضع احس بتغير المشاهد وتحول المعاهد، فتارة كنت اجد نی فی عالم يعمره من المعانی ارواح عالية، فی حلل من العبارات الزاهية، تطوف علی النفوس الزاكية، وتدنو من القلوب الصافية،توحی اليهارشادها، وتقوم منها مرادها وتنفر بهاعن مداحض المزال

الی جواد الفضل والکمال۔

وطوراً کانت تتکشف لی الجمل عن وجوہ باسرة وانیاب کالشرة وارواح فی اشباح النمور، ومخالب النسور، قد تحضرت للوثاب، ثم انقضت للا فخلبت القلوب عن ھواھا واخذت الخواطر دون مرملھاواغتالت فاسد الأھواء باطل الآراء وآنا ت کأنی أسمع خطیب الحکمة ینادی باعلیاء الکلمة، واولیاء أمر الأمّة یعرفھم مواقع الصواب، ویبصرھم مواضع الارتیاب ویحذرھم مزالق الاضطراب ویرشدھم الی دقائق السیاسة ویھدیھم طرق الکیاسة ویرتفع بھم الی منصات الرئاسة ، ویصعد ھم شرف التدبیر ویشرف بھم علی حسن المصیر۔

مفتی محمد عبدہ مزید لکھتے ہیں۔

ذلک الکتاب الجلیل ھوجملة مااختارہ السید الشریف الرضی رحمة اللہ من کلام سیدنا ومولانا امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ جمع متفرقه وسماہ لھذاالاسم "(نھج البلاغة)" ولااعلم اسماً الیق بالدلالة علی معناہ منه ولیس فی وسعی ان اصف ھذا الکتاب ، بأزید مادل علیه اسمه ولا ان آتی بشئی فی بیان مزیّته فوق ما اتی به صاحب الاختیار کما ستری فی مقدمة الکتاب۔

(میں نے جب نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا) تو ہر ہر مقام پہ مجھے ایسا لگا جیسے لڑائیاں ہورہی ہیں، حملے کیے جارہے ہیں ساتھ ہی معلوم ہوتا تھا کہ بلاغت کی حکومت ہے فصاحت کا اقتدار ہے نیز اوہام سرکشیاں کر رہے ہیں اور شکوک کج خلقی پہ آمادہ ہیں۔ خطابت کے لشکر اور زور بیان وبلاغت کے دستے نظم کی لڑیوں اور انتظام کی صفوں میں منسلک ہو کر برق دش تلواروں اور گندمی نیزوں کے ساتھ شدید ضرب وپیکار میں مصروف ہیں اور دلائل کے لبوں

سے دلوں کا خون چوس رہے ہیں جس کے باعث وسوسوں کی شیطنت ختم ہوتی جارہی ہے اور اوہام کے لشکر فنا ہوتے جارہے ہیں ۔پھر میں ذرا سی دیر میں دیکھتا کیا ہوں کہ حق کو فتح نصیب ہوچکی ہے۔اور باطل شکست کھا چکا ہے ۔شک کا جوش وخروش کم ہوچکا ہے اور وہم کا فتنہ ختم ہوچکا ہے اس حکومت کے مدبر اور اس غلبہ واقتدار کے مرد میدان امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں جن کے دست مبارک میں پرچم حکومت تھا۔

بلکہ میں جتنا ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچتا ہوں مجھے مناظر بدلتے ہوئے اور آثار تغییر ہوتے ہوئے دکھائی دیتے تھے چنانچہ کبھی میں اپنے کو ایسے عالم میں پاتا جیسے اچھی طرح عمارتوں کے محلوں میں معانی کی بلندترین روحیں آباد ہورہی ہوتی تھیں اور وہ معانی اچھے اور پاکیزہ نفوس کے گرد طواف کرکے اور صاف قلوب سے قریب ہوکر اصلاح کا پیام دیتے ، مقصد کو پائدار کرتے اور قلوب کو لغزشوں کے غار میں گرنے سے بچا کر فضل وکمال کے راستوں پر ڈال دیتے ۔

اور کبھی اس کے جملے ایسی خرام طبع ہستیاں نظر آتیں جن کے دانت نمایاں ہوتے اور جس کی روح چیتوں کی شکل میں اور شاہین کا پنجہ بن کر اپنے شاہکار پر حملہ کرنے کے لئے تیار نظر آتی پھر وہ اپنے شکار پر ٹوٹ پڑتی اور دلوں سے خواہشات چھین لیتی اور طبائع کی ہوس اچک لیتی اور غلط خواہشات اور باطل خیالات کو چھین کر اپنے قبضہ میں کرلیتی۔اور کبھی میں ایسا محسوس کرتا جیسے ایک حکمت نواز خطیب کی آوازیں کانوں میں آرہی ہیں جو بلند آواز سے کچھ کہہ رہا ہے ۔اور امت کے ارباب حل وعقد کو آواز دے رہا ہے ۔انھیں درست اور صحیح راستہ بتا رہا ہے شک کے مقامات بھی دکھا رہا ہے اور قدم پھسل جانے والی جگہوں سے ڈرا رہا ہے ۔ ان کی سیاست کے دقائق اور باریکیوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور عقلمندی کی راہوں پر لگا رہا ہے،سرداری اور امارت کے منصب پر فائز کر رہا ہے ،سیاست وتدبیر کی بلندیوں پر چڑھا رہا ہے اور وہ جگہ دکھا رہا ہے جو انسانی اعمال کے انجام وعاقبت کی جگہ ہے۔

یہ کتاب جلیل وہ مجموعہ ہے جسے سید شریف رضیؒ نے سیدنا و مولانا امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے کلام مبارک سے منتخب کیا ہے اس کے بکھرے ہوئے حصوں کو جمع کیا اور "نہج البلاغہ" کا نام دیا۔ میرے علم میں اس نام سے بہتر اس کتاب کی حقیقت کو ظاہر کرنے والا کوئی دوسرا نام ہو بھی نہیں سکتا ہے۔ اور میرے لئے یہ نا ممکن ہے کہ میں اس کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ کہہ سکوں جس پر اس کا نام "نہج البلاغہ" دلالت کرتا ہے۔

نہج البلاغہ میں مکمل و نامکمل خطبات بھی ہیں اور آنجناب کرم اللہ وجہہ کے ارشادات واحکام ومکاتیب بھی۔ ان سطور کو لکھنے کے لئے راقم احقر نے شیخ محمد عبدہ مصری کی نہج البلاغہ کی شرح مطبوعہ دار الاندلس بیروت۔ طبع ثانی ۱۹۶۳ھ ۱۳۸۲ء نیز سید رئیس احمد صاحب جعفری کا اردو ترجمہ (ناشر غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۵۵) کو بنیاد بنایا ہے۔

نہج البلاغہ میں وحدہٗ لاشریک کی یکتائی و وجود واحد پر جیسی دلیلیں ہیں ان کی نظیر نہیں نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں کی جیسی بصیرت افروز اور واضح تصویر کشی ہے وہ بھی صرف آپ کرم اللہ وجہہ کا حصہ ہے۔ کلام اللہ کی بلاغت، اثر آفرینی اس کا سرچشمۂ ہدایت ورہنمائی اور ہر مرض کا مداوا ہونے کا بھی موثر ودلنشیں بیان ہے۔

تقویٰ وپرہیزگاری اور خشیت الٰہی کو اختیار کرنے کا جابجا بیان ہے۔ اپنے رفقاء اور بعض دوسرے حضرات پر نکتہ چینی بھی فرمائی ہے اور ان کی غفلت وسست روی پر تہدید وتنبیہ بھی۔ بعض اصحاب وہ بھی تھے جن کے اقدام عمل سے آپ متفق نہ تھے چنانچہ ان کے سلسلہ میں جو کچھ فرمایا وہ آپ کی حق گوئی وبے باکی اخلاص وللّٰہیت پر دلالت کرتا ہے۔ نہج البلاغہ حقائق ومعارف، اسرار ورموز کائنات، فلسفہ الٰہیات، علوم عقلیہ ونقلیہ منطق وعلم کلام تاریخ اور زبان وادب کے اعلیٰ شہ پاروں کی حیثیت سے بھی ممتاز ہے۔

امیر المومنینؓ کی ذات گرامی مرد کامل کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ آپ کے خطبات اور ارشادات میں بھی مرد کامل کی خصوصیات کا تذکرہ ہے کہ وہ کون سے لازمی امور

ہیں جو مردکامل اورفردفرید کی شخصیت کا لاینفک جزو ہوتے ہیں اور ایک عام انسان ان خصوصیات کو اپنی ذات میں رچا بسا کر اور ان ارشادات پر عمل پیرا ہو کر اپنے لئے سعادت دارین نقد کرسکتا ہے۔نہج البلاغہ اس کے لئے ایک مکمل دستورحیات ہے۔

مردکامل کے لئے اہم اورضروری چیز نفس کی اصلاح اورتربیت ہے۔کلام ربانی اور احادیث نبویؐ دونوں میں اس کی تاکید ہے کہ دوسروں کے عیوب مت تلاش کرو اور نہ ان کی عیب جوئی میں وقت برباد کرو۔ اپنا احتساب کروغلطیوں کومحسوس کرکے اپنے نفس کوتنبیہ کرو۔ اصل چیز اس طرح اپنے نفس کی اصلاح ہے اپنے گناہوں پر پشیمان ہونا اور اللہ تعالٰی سے معافی کے ہر وقت طلبگار رہوفرماتے ہیں:

شغل من الجنة والنار امامه ساع سريع نجاوطالب بطئى رجا ومقصر فى النار هوى اليمين والشمال مضلة والطريق والوسطىٰ هى الجادة... وكفىٰ بالمرء جهلاً ان لايعرف قدره لايهلك على التقوىٰ سنخ اصل.... واصلحوا ذات بينكم والتوبة من ورائكم ولا يحمدحامد الاربه ولايلم لائم الانفسه۔ (۵۷—۵۹)

جس کے سامنے جنت اور دوزخ ہوں وہ کسی اورطرف مشغول نہیں ہوسکتا۔ اس طرح کے لوگ تین گروہوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں جلد بازی کے ساتھ کوشش کرنے والا۔حق کا طالب جو کامل ہے۔تقصیر کنندہ جو آتش وعذاب میں سرنگوں ہوا۔ داہنے اور بائیں راستے میں گمراہی ہے سیدھا راستہ ہی درمیانہ راستہ ہے... انسان کی جہالت کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر نہ پہچانے تقویٰ وپرہیزگاری کی جڑ کبھی برباد نہیں ہوتی اپنی اپنی اصلاح کے فرائض انجام دیتے رہو۔توبہ تمہارے ساتھ ہے۔کوئی اللہ کے سوا کسی کی تعریف نہ کرے اور نہ اپنے نفس کے سوا کسی کی برائی کرے۔

اصل چیز عمل ہے جس کے بغیر اچھے نتائج کی امید فضول ہے ہوائے نفس اورطولانی

خواہشات سے انسان کو ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ یہ دونوں چیزیں نہ صرف انسان کو راہ سے بے راہ کرتی ہیں بلکہ اس کی ذات میں وہ نقائص بھی پیدا کردیتی ہیں کہ وہ کہیں کا نہیں رہتا۔ دنیا دار العمل ہے اس لئے انسان کو یہاں عمل کرتے رہنا چاہئے اور اپنے باطن سنوارنے کی فکر میں لگے رہنا چاہئے۔

فرماتے ہیں۔

ایھا الناس ، ان اخوف ما اخاف علیکم اثنان اتباع الھویٰ ، وطول الامل فاما اتباع الھویٰ فیصد عن الحق ، واما طول الامل فینسی الآخرۃ۔ الا وان الدینا قدولت حذاء فلم یبق منھا الاصبابۃ کصبابۃ الاناء اصطبھا الاصابھا وان الآخرۃ قد اقبلت ولکل منھتما بنون ۔ فکونوا من ابناء الآخرۃ ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان کل ولد سیلحق بأوّہٖ یوم القیامۃ وان الیوم عمل ولا حساب وغداً حساب ولا عمل (ص ۱۰۰)

لوگو! میں جن چیزوں کے سلسلہ میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ دو ہیں۔ ا۔ خواہشات نفس کی پیروی اور دوراز کار امیدیں۔ خواہش نفس کے بارے میں یاد رکھو کہ یہ انسان کو حق سے دور کرتی ہے اور دور ازکار امیدیں آخرت کو بھلادیتی ہیں۔ خبردار دنیا تندی وتیزی کے ساتھ مڑ چکی ہے اس کے پیالہ میں تلچھٹ کے سوا کچھ نہیں بچا ہے۔ یہ اس برتن کی تلچھٹ کی طرح ہے جسے کسی نے پلٹ دیا ہو۔ خبردار آخرت قریب آچکی ہے تم کو چاہئے کہ آخرت کے بیٹے بن جاؤ نہ کہ دنیا کے ۔ کیوں کہ ہر بیٹا بہت جلد اپنی ماں سے ملا دیا جائے گا۔

آج عمل کا دن ہے نہ کہ حساب کا اور کل حساب کا دن ہوگا نہ کہ عمل کا۔

دوسرے مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں کہ موت سے پہلے نیک کام کرلو۔ اپنی اصلاح نفس اور شیطان سے پناہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی استعانت ضروری ہے کیوں کہ جب تک

توفیق الٰہی نہ ہوتب تک نہ نفس کی اصلاح ممکن ہے اور نہ شیطان سے چھٹکارا۔

عباد الله زنوا انفسکم من قبل ان توزنو، وحاسبوھامن قبل ان تحاسبوا ،وتنفسوا قبل ضیق الخناق وانقادوا قبل عنف السیاق۔واعملوا انه من لم یعن علی نفسه حتی یکون له منها واعظ وزاجر۔ لم یکن له من غیرها لازاجر ولا واعظ۔(ص:۱۶۰)

اللہ کے بندو! اس سے پہلے کہ تم کو تولا جائے تم خود اپنے کو تول لو۔خود اپنا محاسبہ کرلو اس سے پیشتر کہ حشر کے میدان میں تمہارا محاسبہ کیا جائے۔موت سے پہلے اچھی طرح سانس لے لو یعنی اچھے اچھے کام کرلو۔ اس سے قبل کہ عذاب کی سختی تمہیں کھینچ لے جائے اطاعت گزار ہو جاؤ جان لو کہ نفس پر غالب آنے کے سلسلہ میں جس کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرتا کہ وہ خود اپنے وجدان سے اپنے کو تنبیہ کرنے والا بن جائے۔ اسے کسی دوسرے کی نصیحت سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

ایک دوسرے خطبہ میں نفس امارہ کی اصلاح کے طریقے اور خواہش نفس سے چھٹکارا پانے کے راستے بیان فرمائے ہیں۔ انسان کو حضرت حق تبارک وتعالیٰ سے اپنے رشتہ کو کس طرح مستحکم کرنا چاہئے۔علاوہ ازیں دنیا کی حقیقت اور اس کے دار العمل ہونے کا بھی بڑا موثر وفکر انگیز بیان ہے فرماتے ہیں کہ اگر انسان پرہیزگاری اور تقویٰ کو حرز جان بنا کر اس دنیا میں رہے تبھی سلامتی ممکن ہے دنیا میں رہ کر بھی اس سے کنارہ کش رہے۔

موت آنے سے پہلے اپنے نامہ اعمال مکمل کرلینا چاہئے اور اس میں کوئی کسر باقی نہ رہے انسان کو اپنی تخلیق کے مقصد کو ذہن میں رکھنا چاہئے اور یہ کہ جلد یا بدیر اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے۔

افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لاترجعون۔(سورہ مومنون آیت ۱۱۵) کیا تم لوگ یہ سوچتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا اور تمہیں ہمارے پاس واپس لوٹا

نہیں ہے۔

فاتقوا الله عباد الله وبادروا آجالكم باعمالكم وابتاعوا مايبقیٰ لكم بمايزول عنكم وترحلوا فقد جدبكم۔ واستعدوا للموت فقد اظلكم وكونوا قوماً صيح بهم فانتبهوا وعلموا ان الدينا ليست لهم بدار فاستبدلوا ، فان الله سبحانه لم يخلقكم عبثا ، ولم يترككم سُدیٰ ومابين احكم وبين الجنة اوالنار الاالموت ان ينزل به وان غاية تنقصها اللحظة وتهدمها السّاعة لجديرة بقصر المدة وان غائبا يحدوه الجديدان: الليل والنهار ، لحريٌ بسرعة الوأوبَة (۱۱۶۔۱۱۷)

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے کردار وعمل سے موت سے پیش دستی کرجاؤ اور ہمیشہ باقی رہنے والی چیزوں کو فانی چیزوں کے بدلہ میں خریدلو۔ جلد سے جلد کوچ کرنے کے لئے تیار ہوجاؤ موت کے لئے تیار رہو کہ وہ تم پر سایہ فگن ہے اور ان لوگوں جیسے ہوجاؤ جن تک بانگ پہونچی اور وہ ہوشیار ہوگئے اور جان لیا کہ دنیا ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے لہذا انہوں نے آخرت سے اسے بدل لیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو بیکار نہیں پیدا کیا اور نہ تم کو بیکار چھوڑرکھا ہے ،تم میں اور جنت ودوزخ کے مابین موت کے سوا کوئی فاصلہ نہیں۔ یہ زندگی جسے ہرپل کم کرتا رہتا ہے اور ہرگھڑی گزرتی رہتی ہے اس کی سزاوار ہے کہ اس کی مدت کم ہی ہوتی رہے اور یہ انسان جسے آنے والے شب وروز ہنکائے لئے جارہے ہیں سزاوار ہے جلد از جلد اپنے وطن حقیقی میں پہنچ جائے۔

دنیا کی بے ثباتی ، انسانی زندگی کی ناپائداری اور زیب وزینت کی فریب کاریوں کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

عباد الله اوصيكم بالرفض لهذه الدينا التاركة لكم وان لم تحبوا تركها والمبلية لاجسامكم وان كنتم تحبون تجديدها فانما مثلكم ومثلها

کسفر سلکو سبیلا فکانهم قد قطعوه وأمّوا علما فکانهم قد بلغوه، وکم عسی المجری الی الغایة ان یجری الیها۔ حتی یبلغها وما عسی ان یکون بقاء من له یوم لا یعدوه، وطالب حثیث من الموت یحدوه ومزعج فی الدنیا حتی یفا رقها رغما۔ فلاتنا فسوا فی عز الدنیا وفخرها ولاتعجبوا بزنیتها ونعیمها ولاتجزعوا من ضرائها وبوسها فان عزها وفخرها الی انقطاع وان زینتها ونعیمها الی زوال وضراء ها وبوسها الی نفاد وکل مدة فیها الی انتها وکل حی فیها الی فناء اولیس لکم فی آثار الاولین مزدجروفی آبائکم الماضین تبصرة ومعتبرٌ ان کنتم تعقلون۔ (ص ۱۹۱۔۱۹۲)

بندگان خدا میں تم کو اس دنیا کے چھوڑ دینے کی نصیحت کرتا ہوں جو آخر کار تمکو بھی ایک نہ ایک دن چھوڑ دے گی تم اگرچہ ترک دنیا کو پسند نہیں کرتے لیکن وہ تمہارے جسموں کو پرانا کر دینے والی ہے اگرچہ تم چاہتے ہو کہ وہ ہمیشہ تروتازہ رہیں۔ تمہاری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے وہ مسافر جو سفر میں ہے اور یہ سمجھ لیتا ہے کہ راستہ طے ہوگیا اور منزل کے نشان قریب آ گئے اور وہ ان تک پہنچ گیا۔ کتنا غلط خیال ہے ان لوگوں کا جو سواری کو منزل کی طرف اس گمان سے بڑھاتے ہیں کہ اس تک پہنچ جائیں گے۔ یہ امید بھی کتنی عجیب ہے کہ جسے ایک دن مرنا ہے اسے بقا حاصل ہے جس کی حد سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ موت اسے جلدی سے ہنکاتی ہے یہاں تک کہ وہ دنیا سے جدائی اختیار کر لیتا ہے۔ دنیاوی عزت اور مفاخرت پر دل نہ لگاؤ اور نہ اس کی زینت اور نعمتوں پر فریفتہ ہو۔ اس کی تکلیف ومصیبت پر آہ وزاری اور واویلا نہ کرو۔ کیوں کہ اس کی عزت وسربلندی ختم ہو جانے والی ہے یہ زائل ہو جائے گی اور اس کی کلفت ومصیبت ختم ہو جانا ہے یہاں کے ہر جاندار کو فنا کی آغوش میں پہنچنا ہے کیا پچھلوں میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو تم کو دنیا میں دل لگانے سے روکے اگر تم عقل وفراست سے محروم نہیں ہو تو کیا اپنے آبا واجداد سے نصیحت وعبرت نہیں حاصل کرتے۔

آنجناب کرم اللہ وجہہ نے اپنے خطبات میں جابجا مردمومن کی پہچان بیان فرمانے کے ساتھ ہی ساتھ بڑے موثر ودلنشین پیرایہ میں ان صفات حمیدہ کی بھی ترغیب دلائی ہے جن کو اپنی ذات میں رچا بسا لینے سے صرف فردہی نہیں بلکہ قوموں کی زندگیاں نکھرتی اور سنورتی ہیں۔ آپ نے جہاں ایک طرف صفات حمیدہ بیان فرمائے ہیں وہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی لغزشوں، کوتاہیوں ومعاصی سے توبہ کرنے اور رحمت الٰہی کو اپنے لئے نقد کرنے کے موثر نسخے بھی تجویز فرمائے ہیں۔

رحم الله امرأ سمع حكما فوعى ودعى الى رشاد فدنا واخذ بحُجزةِ هاد فنجاء راقب ربه وخاف ذنبه ، قدم خالصا ، وعمل صالحا اكتسب مذخوراً واجتنب محذوراً ورمى غرضاواحرزعوضا ، كابر هواه وكذّب مناه جعل الصبر مطيّة نجاته والتقوىٰ عدة وفاته ركب الطريقة الغراء ولزم المحجة البيضاء اغتنم المهل وبادر الاجل وتزود من العمل (ص ۱۳۱-۱۳۰)

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے حکمت کی بات سنی اور اسے مانا جب راہ راست کی طرف بلایا گیا تو اس سے قریب ہوگیا۔ ہادی راہ معرفتؑ کا دامن تھاما اور نجات پاگیا۔ احکام الٰہی کی نگہداری کی اور اپنے گناہوں سے ڈرتا رہا۔ جس نے اپنے عمل خالص کو مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور میں بھیج دیا۔ اپنے کردار ونیک وشائستہ رکھا نیک کام کیے اورصرف ان ہی چیزوں کو حاصل کیا جو آخرت میں ذخیرہ بن سکیں اور ان تمام چیزوں سے دور رہا جن سے بچنا واجب ہے جس نے دنیاوی اغراض کو پامال کیا اور ان کے بدلے آخرت حاصل کی جو خواہشوں پر غالب آیا اور اس کی آرزوں کو جھوٹ فریب سمجھا (جس نے مصیبتوں میں صبر کیا) جس نے صبر کو اپنی نجات رستگاری کی سواری بنایا اورتقویٰ وپرہیزگاری کو توشہ مرگ بنالیا۔ راہ روشن (شریعت) پر قدم رکھا اورحق وصداقت کی راہ سے دور، نہ ہوا اور زندگی کی چند روزہ مہلت کو غنیمت شمار کیا اور عمل کو ہاتھ سے نہ جانے دیا پھر موت کی سمت عمل کا توشہ

لے کر بڑھا۔

رحمت الٰہی کو جوش میں لانے کے لئے اپنے گناہوں ولغزشوں سے کس طرح توبہ کی جانا چاہیے تمام مسلمانوں کو یہ طریقہ تعلیم فرمایا۔

اللهم اغفرلی ماانت اعلم به منی فان عدت فعد علی بالمغفرة ۔ اللهم اغفرلی ماوأیتُ من نفسی ولم تجد له وفاء عندی ۔ اللهم اغفرلی ماتقربت به الیک بلسانی ثم خالفه قلبی اللهم اغفرلی رمزاتِ الالحاظ وسقطات الالفاظ وشهوات الجنان وهفوات اللسان (ص۔۱۳۲)

یا اللہ! تو میرے ان گناہوں کو بخش دے جن کا علم تجھے مجھ سے زیادہ ہے اگر ان گناہوں کا مجھ سے پھر ارتکاب ہوتو بھی ازراہ کرم ورحمت مجھے۔ دوبارہ معاف کردے۔ میں نے اپنے نفس سے تیری اطاعت وبندگی کے جو وعدے کیے تھے اور ان کو تو نے مجھ سے وفا ہوتے نہ پایا اس پر بھی درگزر سے کام لے۔ نیز اگر میں نے زبان سے تیرا قرب ڈھونڈا اگرچہ دل نے ساتھ نہ دیا تو بھی معاف فرما۔ اللہ! میرے گوشہ چشم کے اشاروں بیہودہ گفتگو نامناسب آرزوؤں اورزبان کی لغزشوں کو بھی معاف فرمادے۔

تقوٰی وپرہیزگاری اور زہد جو مردکامل کے لئے ضروری اور ابدی ہیں۔ اس کی کتنی جامع ومختصر تعریف فرمائی۔

ایها الناس : الزهادة قصر الامل، والشکر عند النعم، والتورع عند المحارم، فان عزب ذلک عنکم فلا یغلب الحرام صبرکم ، ولاتنسوا عند النعم شکرکم : فقد اعذر الله الیکم بِحُجَجٍ مسفرة ظاهرة وکتب بارزة العذر واضحة (ص ۱۳۴)

لوگو! امیدوں کی کمی، نعمت پر خدا کا شکر، محارم سے اجتناب ہی زہد ہے۔
اگر ان چیزوں پر عمل نہ کرسکو تو کم ازکم حرام کو اپنے صبر پر نہ غالب آنے دو (یعنی

ایسا موقعہ ہی نہ آنے دو کہ گناہ اور معاصی تم پر غالب آ ئیں۔ اور نعمت خداوندی کی شکر گزاری بھی نہ بھولو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کھلی اور روشن دلیلوں اور واضح آسمانی کتابوں سے تمہارے کسی عذر کی گنجائش باقی نہیں رکھی۔

جو شخص امیدوں اور آرزؤں کے فریب میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اس کی فلاح وکامیابی کی امید نہیں رہتی اس لئے کہ وہ ان آرزؤں وامیدوں میں حضرت حق سے غافل ہوجاتا ہے۔ مرد کامل ان دنیاوی دھوکوں میں نہیں آتا کیوں کہ وہ اپنی چشم بصیرت سے اشیاء کی ماہیت کو سمجھتا ہے اور گناہ سے واقف ہوجاتا ہے۔

واعملوا ان یسیرالرّیاء شرک ومجالسة اهل الهویٰ منساة للایمان ومحضرة للشیطان جانبوا الکذب فانه مجانب للایمان۔ الصادق علی شفامنجاة وکرامة والکاذب علی شرف ومهواة ومهانة ولاتحاسدوا : فان الحسد یأکل الایمان کماتأکل النّارُ الحَطَبَ ، ولا تباغضوافانها الحالقة واعلموا ان الامل یسهی العقل وینسی الذّکر فاکذبوا الامل فانه غرور وصاحبه مغرور: (ص ۱۵۲)

یاد رکھو! ریا کاری خواہ کتنی ہی خفیف کیوں نہ ہو شرک ہے اہل حرص وہوس کے ہمراہ نشست وبرخاست ایمان کو فراموش کردینے والی اور شیطان کو حاضر کردینے والی چیز ہے جھوٹ سے کنارہ کشی اختیار کرو کیوں کہ وہ خود ایمان سے کنارہ کش ہے۔ سچا نجات وکرامت کے دہانہ پر اور جھوٹا ذلت وخواری کے کنارے پر کھڑا ہے۔ ایک دوسرے سے حسد مت کرو کیوں کہ حسد ایمان کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو کیوں کہ یہ ہر خیر وبرکت کے زوال کا باعث ہے۔

یاد رکھو! آرزو عقل کو بھول میں ڈال دیتی ہے لہذا غلط امیدوں کو جھٹلاؤ کیوں کہ یہ امیدیں نہیں ایک قسم کا فریب ہیں۔ اور آرزومند فریب خوردہ ہے۔

امیر المومنین نے جابجا اپنے خطبات وکلمات میں راست بازی وسچائی کو حرز جان بنا نے پر زور دیا اور ناگزیر حالات میں بھی خواہ میدان جنگ کی شدت ہو یا مصائب کی کسی حال میں بھی فکر وحیلہ اور تاکید کو اپنا شعار نہ بنانے پر زور دیا آپ کے دور خلافت میں جتنی جنگیں ہوئیں ان میں باوجود قدرت کے آپ نے کسی موقع پر دشمن کے ساتھ فکر وحیلہ اور کید کو روانہ رکھا بلکہ ہر موقع پر حق گوئی وصداقت سے کام لیا۔

فرماتے ہیں۔

ایها الناس ان الوَفَاء توأم الصدق ولااعلم جنة اوقیٰ منه وَمَایَغدر من علم کیف المرجع۔(ص:۹۹)

لوگو! وفاداری اورسچائی لازم وملزوم ہیں۔میرے علم میں کوئی ایسی سپر (ڈھال) نہیں جو اس سے زیادہ حفاظت کرنے والی ہو۔جو شخص یہ جانتا ہے کہ اس کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ دھوکہ دہی اورفریب وبے وفائی کرہی نہیں سکتا۔

ایک دوسرے مقام حضرت جناب امیر علیہ السلام نے اپنی خدا داد ہمت، جوش وعزم محکم، حمیت وغیرت، خشیت الٰہی وغیرہ کا جیسا بیان فرمایا۔ وہ نہ صرف آپ کے حال ومقام کی خبر دیتا ہے بلکہ ایک ایک لفظ بصیرت وخردمندی اور دونوں عالم میں سرفرازی وسروری کا ضامن ہے۔ استقامت اور ثابت قدمی کا اظہار اور میدان جنگ کے شدائد پر صبروتحمل جہاں ایک طرف مرد مومن کو ثبات وعزم کا کوہ گراں بناتا ہے وہاں اس کو بالآخر فتح وکامرانی سے بھی ہمکنار کرتا ہے۔

مندرجہ ذیل خطبہ آداب حرب اوردشمن پر کامیابی وفتح مندی کی بھی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

معاشر المسلمین! استشعروا الخشیة تجلببوا السکینة وعضوا علی النواجذ فانه أنبی للسیوف عن الهام وأکملوا اللامة وقلقلوا السیوف فی اغمادها قبل سلّها ۔ والحظوا الخزر واطعنوا الشزر و نافحوابالظّبا وصلوا

السیوف بالخطا واعلموا انکم بعین اللہ ومع ابن عم رسول اللہؐ فعاودوا الکرّ واستحیوامن الفرّفانہ عار فی الأعقاب ونار یوم الحساب وطیبوا عن انفسکم نفسا وامشوا الی الموت مشیا سجحاً (۱۲۱۔۱۲۰)

اے گروہ مسلمانان! خوف خدا کو اپنا شعار بناؤ یعنی صرف اسی سے ڈرو۔ سکون و وقار کی چادر اوڑھ لو اور کسی طرح کی گھبراہٹ کا اظہار نہ ہونے دو۔ دانتوں کو بھینچ لو کیوں کہ تلواریں اس طرح سروں سے اچٹ ہوجاتی ہیں۔ زرہ کو مکمل طور سے پہن کر اور تلواروں کو میان سے کھینچنے سے پہلے اچھی طرح حرکت دے کر دیکھ لو۔ دشمن کو ترچھی نظروں اور خشمناک تیوروں سے دیکھتے رہو۔ اور داہنے بائیں نیزہ گھماتے رہو۔ دشمن کو نوک شمشیر پر رکھ لو۔ اگر تمہاری تلواریں چھوٹی ہیں تو قدم بڑھا کر انھیں دشمنوں تک پہنچادو اور یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی کے ساتھ ہو۔ بڑھ بڑھ کر حملے کرو فرار کے ارادے سے (بھی) شرماؤ کیوں کہ آنے والی نسلوں کے لئے باعث شرم ہے اور روز حساب تمہارے فرار کی وجہ سے جہنم تمہارے لئے ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے سے خوش ہو اور سکون کے ساتھ موت کی طرف قدم بڑھاؤ۔

حضرت امیر المومنین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنے خطبات وارشادات میں جابجا اس صراط مستقیم کی نہ صرف نشاندہی فرمائی ہے بلکہ اس پر چلنے کے ایسے مجرب نسخے بھی تجویز فرمائے ہیں جن سے انسان ہر چیز کی حقیقت ماہیت کو سمجھ بوجھ کر سعادت وخوش بختی سے ہمکنار اور اپنی تخلیق کے اصل مقصد سے بھی واقف ہوجاتا ہے۔ انھوں نے مردمومن کی پہچان بھی بتائی اور سرکشی کی طرف اشارے بھی فرمائے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہدایت ودرستگاری کا حصول کیسے ممکن ہے اور اس بات سے بھی متنبہ فرمایا کہ عذاب وعقاب کی راہ کون سی ہے۔ اس خطبہ کا ایک ایک لفظ چشم عبرت کھولنے کے لئے کافی ہے۔

عباد اللہ! ان من احب عباد اللہ الیہ عبداً اعانہ اللہ علی نفسہ

فاستشعرالحزن وتجلبب الخوف فزھر مصباح الھدی فی قلبہ واعد القری لیومہ النازل بہ فقرب علی نفسہ البعید وھون الشدید نظر فابصر ونکرفاشتکثر وارتوی من عذب فرات سھلت لہ موارده فشرب نھلاً وسلک سبیلاً جدداً۔ قد خلع سرابیل الشھوات وتخلی من الھموم الاھماواحداً .... فھو من الیقین علی مثل ضوء الشمس ، قد نصب نفسہ للہ سبحانہ ۔ فی ارفع الامور ، من اصدار کل وارد علیہ وتصییر کل فرع الی اصلہ ، مصباح ظلمات، کشاف عشاوات ،مفتاح مبھمات دفاع معضلات دلیل فلوات یقول فیضھم ویسکت فیسلم قد اخلص للہ فاستخلصہ فھو من معادن دینہ واوتادارضہ قد الزم نفسہ العدل ۔(ص ۔۱۵۴۔۱۵۳)

خدا کے بندو! اس کے نزدیک سب سے محبوب وہ شخص ہے جسے وہ اپنے نفس پر غلبہ حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے ۔ جو حزن واندوہ کو اپنا شعار بنائے اور خوف وخشیت کو اپنا رویہ بنالے تو چراغ ہدایت اس کے دل میں روشن ہوجاتا ہے اور وہ آنے والے دن کے لئے سامان ضیافت مہیا کرلیتا ہے ۔ اور اس طرح وہ موت کی سختی کو اپنے لئے آسان بنالیتا ہے وہ فکر واندیشہ سے کام لیتا ہے اور بینا بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور اعمال صالح بکثرت کرتا ہے ۔ پھر وہ شیریں چشموں کا پاکیزہ پانی خوب سیر ہوکر پیتا ہے ۔ اس نے ہموار راستہ کی رہروی اختیار کی اورنفسانی خواہشات کا لباس اتار پھینکا اور تمام غموں اور فکروں سے نجات حاصل کرلی سوا ایک تقرب الٰہی کی فکر اور اندیشہ کے ... تو یہی وہ شخص ہے جس کا یقین آفتاب کے نور اور روشنی کے یقین کی طرح ہے (کسی طرح کا شک وشبہ اس کے راستے میں نہیں آتا) اس نے تمام معاملات میں اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کردیا ہے اور ہر بڑے سے بڑے کام اور چھوٹے کام (فروعی) کو اسی اصل کی طرف لوٹا تا ہے ۔ یہ شخص تاریکی کا چراغ ،مشتبہ امور کا آشکار کنندہ کلید مبہمات، دفع کنندۂ مشکلات اور بیابانوں کی پنہائیوں کا

راہ نما بن جاتا ہے۔ یہ جب گفتگو کرتا ہے سمجھا دیتا ہے اور جب خاموش رہتا ہے تو محفوظ وسالم رہتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے کردار کو پاک وصاف رکھتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ خود اسے اپنے لئے اختیار کرلیتا ہے تو وہ (ان صفات حمیدہ کی وجہ سے) دین کی کان، زمین کا ستون اور منصف وعادل بن جاتا ہے۔

ایک دوسرے خطبہ میں آپ نے اس فانی دنیا کی حقیقت اور کیفیت ایسے الفاظ میں بیان فرمائی کہ سننے والے لرزہ براندام ہوگئے۔ اس کا ایک ایک لفظ سخت سے سخت دل والے جسم میں رعشہ ڈال دینے والا ہے اور وہ بڑے بڑے سورما جو دنیائے دنی میں سرتاپا غرق ہیں اور اسی زندگی کو سب کچھ سمجھے ہوئے ہیں ان کے لئے صور اسرافیل ہے۔ اس کے چند جملوں کا ترجمہ درج ذیل کیا جارہا ہے۔

ام هذالذي انشاه في ظلمات الارحام وشُغُف الأستار ـالخ (ص ۱۴۸-۱۴۶) اس خطبہ میں جناب امیر علیہ السلام نے انسان کی تخلیق، خدائے بزرگ وبرتر کے اس پر احسانات کے بیان کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عقل زبان گویا اور چشم بینا عطا فرمائی تا کہ وہ گزرے ہوئے لوگوں سے عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے محفوظ رہے۔ لیکن جب یہ اعتدال پر قائم ہوا اور کمال کی حد کو پہنچا تو تکبر وغرور نے اس پر غلبہ پالیا اور گمراہ وخود رائے ہوگیا۔ اپنی خوشی اور دنیاوی ضروریات کے حصول میں سعی وکوشش بسیار کا مظاہرہ کرنے لگا۔ اور کبھی یہ نہ سوچا کہ ناکامی بھی اس کی سمت آنے والی ہے کسی گناہ کا دھڑکا نہ رہا اور اسی طرح شریعت وحدود دین سے آزاد رہ کر ایک دن ضلالت وغفلت کے عالم میں مرگیا جس سے یہ حیران وسرگشتہ رہ گیا۔ یہ شخص بیہوش کردینے والی جانکنی کرب آمیز کھچاؤ میں مبتلا ہوکر اس دنیا سے رنج والم میں مبتلا ہوکر رخصت ہوجاتا ہے پھر ناامیدی کے عالم میں کفن میں لپیٹا جاتا ہے وہ حس وحرکت سے محروم ہوتا ہے لہٰذا جیسا چاہو اس کے ساتھ سلوک کرو پھر اسے خانۂ غربت وبیکسی کی طرف (قبر) لے جاتے ہیں۔ جہاں

کبھی ملاقات نہیں ہوسکتی یہاں تک کہ جب ساتھ والے اور رونے پیٹنے والے قبرستان سے واپس آتے ہیں تو اس کو قبر میں اس طرح اٹھایا جاتا ہے کہ وحشت سوال منکر نکیر اور لغزش امتحان کی ہیبت کی وجہ سے اس کے منھ سے آواز نہیں نکلتی۔ جہاں کی سب سے بڑی مصیبت آتش جہنم کی جاں سوزی، آگ گرم، دوزخ کی صدائے شدت وہیجان اور آتش جہنم کے شعلوں کی لپٹ ہے۔ جہاں راحت وآسائش نہیں کہ رنج وتعب کو دور کرے، طاقت وقوت نہیں کہ اس مصیبت کو رفع کرے نہ موت ہے کہ اس سختی سے نجات دے نہ آنکھوں کو نیند ہے کہ اندوہ والم کو دور کردے۔

اے دیدۂ بینا اور گوش شنوا رکھنے والے انسانو! اے صحت وتندرستی اور مال ودولت رکھنے والو! جواب دو کیا عذاب الٰہی سے کوئی جائے گریز یا رہائی کی تکیہ گاہ یا مقام فرار ہے۔ اس وقت جب موت کی رسی نے تمہارے گلے کو نہیں جکڑا ہے اور تمہارے بدن میں روح موجود ہے اللہ تعالٰی کی دی ہوئی فرصت کو غنیمت جانو۔ ابھی ہدایت ورستگاری کا موقع ہے۔ بدن راحت میں ہے زندگی کی مہلت موجود ہے ارادہ واختیار پر قابو ہے توبہ اور بازگشت پر اختیار ہے۔ انجام کو درست کرنے کا موقع ہے لہٰذا موت کے آنے سے پہلے اور اللہ تعالٰی کی گرفت میں پہنچنے سے قبل اور قبل اس کے کہ فرصت چھن جائے، خوف کے مسلط ہوجانے اور قبر کے تنگ وتاریک مکان میں پہنچ جانے، نیستی کے وارد ہونے اور تن سے جان نکل جانے سے پہلے جو کچھ کرسکتے ہو وہ کرلو۔

مذکورہ بالا اقتباسات کی روشنی میں نہج البلاغہ میں مرد کامل کے تصور کا ایک خاکہ بنانا آسان ہوجاتا ہے۔

❀❀❀❀